زمانہ رسول (ص) میں حضرت علی علیہ السلام کی زندگی

<"xml encoding="UTF-8?>

عظیم افراد اوران کے دوست اور دشمن

کائنات کی اهم اور بزرگ شخصیتوں کے سلسلے میں کئی طرح کے پهلو نظر آتے هیں کبهی بالکل مختلف اور کبهی بالکل برعکس، کبهی ان کے دوست ایسے هوتے هیں کہ دوستی کے آگے وہ کچھ نهیں دیکھتے اور پروانہ کے مانند اپنی ساری زندگی ان پر نثار و قربان کردیتے هیں اور اس دوستی کی وجہ سے بدترین مصیبت اور مشکلات، سختی اور شکنجے کو بهی برداشت کرتے هیں اور اسی کے برعکس ان کے دشمن بهی ایسے هوتے هیں جو شیطان صفت، کینہ و بغض اور حسد میں همیشہ جلتے رہتے هیں اور کبهی بهی عداوت و دشمنی سے باز نهیں آتے کہ صلح و آشتی کی راہ هموار هوسکے، ان افراد کی دوستی اوردشمنی کبهی کبهی اس قدر حد سے تجاوز کرجاتی هے جس کی انتہا نهیں هوتی اور وقت اور مقام کا بهی خیال نهیں رکهتی اور پهر بہت دنوں تک اور مختلف جگهوں پر یہ سلسلہ قائم رہتا هے اور یہ عداوت و دشمنی انسان کے باعظمت اور محترم و باکمال هونے کی وجہ سے پیدا هوتی هے۔

کائنات کی عظیم اور بزرگ شخصیتوں کے درمیان مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی شخص بهی ایسا نهیں هے جس کے بارے میں نظرئیے قائم هوئے هوں۔

آپ سے محبت اور دشمنی کرنے میں بهی آپ جیسا کوئی نهیںهے ، آپ کے چاہنے والوں کی بهی تعداد بہت هے اور آپ کے دشمنوں کی تعداد بهی بہت زیادہ هے، عظیم شخصیتوں اور انسانوں کے درمیان فقط جناب حضرت عیسیٰ مسیح -کی طرح هیں جو مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی طرح هیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ- سے دوستی اور دشمنی کرنے والے دو متضاد دهڑے نظر آتے هیں ، اس طرح دونوں آسمانوی پیشواؤوں میں مشابہت پائی جاتی هے ۔

حضرت عیسیٰ- دنیا کے تمام عیسائیوں کے گمان وخیال میں وهی خدا ئے مجسم هےں جس نے اپنے بندوں اور چاہنے والوں کو اپنے باپ حضرت آدم (ع) سے ورثہ میں ملے هوئے گناهوں سے نجات دلانے کے لئے زمین پر آئے اور آخرکار سولی پر چڑها دیئے گئے وہ عامعیسائیوں کی نگاہ میں الوهیت کے علاوہ کوئی اور شخصیت کے مالک نہ تهے۔

ان کے مقابلے میں یهودی ان کے بالکل برخلاف هیں انهوں نے حضرت پر الزام و اتہام لگایاهے اور جهوٹ کی نسبت دی هے اور ایسی ناروا تهمتیں لگائیں کہ جس کا تذکرہ باعث شرم هے اور آپ کی مقدس و پاکیزہ ماں کی طرف غلط نسبتیں دی هیں۔

بالکل ایسے هی اور بهی کچھ افراد هیں جو مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں متضاد فکر رکهتے هیں ایک گروہ کم ظرف اور تنگ نظرهے اور دوسرا کچھ زیادہ هی الفت و محبت کی وجہ سے خدا کے مطیع و فرمانبردار کو مقام الوهیت تک پهونچا دیا هے اور جو کرامتیں اور معجزات حضرت کی پوری زندگی میں ظاہر هوئے اس کی وجہ سے وہ خدا مان بیٹهے هیں افسوس کہ اس گروہ نے اپنے کو اس مقدس نام "علوی" سے منسوب کر رکها هے اور آج بهی اس نظریہ پر چلنے والے اور ان کی پیروی کرنے والے افراد کثرت سے موجود

هیں۔ لیکن افسوس کا مقام هے کہ شیعیت کی تبلیغ کرنے والوں نے آج تک اس مسئلے کو سنجیدگی سے نهیں لیا تاکہ حضرت علی علیہ السلام کے حقیقی چهرے کو ان کے سامنے ظاہر کریں اور ان لوگوں کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کریں جس راستے پر خود حضرت علی علیہ السلام افتخار کر رهے هیں اس گروہ کے مقابلے میں، ایک اور گروہ جس نے خلافت ظاہری کے ابتدائی دنوں سے هی امام علیہ السلام سے بغض و عداوت اپنے دل میں بٹھا رکھی اور پھر کچھ مدت کے بعد خوارج اور نواصب نامی گروہ کے شکل میں ابھر کر سامنے آگئے، پیغمبر اسلام(ص) حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ حکومت میں ان دونوں گروهوں کے ظهور کے سلسلے میں بخوبی آگاہ تھے اسی وجہ سے آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے ایک موقع پر فرمایا تھا:

”هلکَ فِیکَ اِثْنَانِ مُحِبٌّ غَالٍ وَ مُبْغِضٌ قَالٍ“[1]

تمهارے ماننے والوں میں سے دوگروہ هلاک هوں گے ایک وہ گروہ جو تمهارے بارے میں غلو کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو تم سے دشمنی و عداوت رکھے گا۔

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک اور بھی مشابهت پائی جاتی هے اوریہ وہ مقام هے جهاں پران دو شخصیتوں کی ولادت هوئی هے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مقدس ،سرزمین بیت اللحم (بیت المقدس کے علاوہ هے) پر هوئی اور یهی وجہ هے کہ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبروں سے آپ ایک جهت سے برتر وافضل هیں، اور مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی ولادت مکہٴ مکرمہ کی مقدس سرزمین خانہ کعبہ کے اندر معجزاتی طور پر هوئی، اور آپ نے خدا کے گھر (مسجد کوفہ) میں جام شهادت نوش کیا اور حسن مطلع کے مقابلے میں حسن ختام سے بهرہ مند هوئے جو حقیقت میں بے مثال هے اور کتنی عمدہ بات هے کہ آپ کے متعلق کها جائے ”نازم بہ حسن مطلع و حسن ختام او“ (یعنی هم اس حسن مطلع اور حسن ختام پر افتخار کرتے هیں اور نازاں هیں)

حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کے تین پهلو:

ماہرین نفسیات کی نظر میں ہر انسان کی شخصیت کے نکھار میں تین اهم عوامل هوتے هیں جن میں سے ہر ایک شخصیت سازی میں موٴثر هوتا هے گویا انسان کی روح اور صفات اور فکر کرنے کا طریقہ مثلث کی طرح هے اور یہ تینوں پهلو ایک دوسرے سے ملنے کی وجہ سے وجود میں آتے هیں اور وہ تینوں عامل یہ هیں۔

۱۔ وراثت ۔

۲۔ تعلیم و تربیت۔

۳۔ محیط زندگی۔

انسان کے اچھے اور برے صفات اور اس کی عظیم و پست خصلتیں ان تینوں عامل کی وجہ سے وجود میں آتی هیں اور رشد و نمو کرتی هیں۔

وراثت کے عوامل کے سلسلے میں مختصروضاحت: هماری اولادیں هم سے صرف ظاہری صفات مثلاً شکل و صورت هی بطور میراث نهیں لیتےں بلکہ ماں باپ کے باطنی صفات اور روحانی کیفیت بھی بطور میراث اولاد میں منتقل هوتی هیں۔

تعلیم و تربیت اور اور محیط زندگی، جو انسانی شخصیت پر اثر انداز هوتی هیں، بهترین تربیت جسے خداوند عالم نے انسان کے ہاتھوں میں دیا هے یا مثالی تربیت جسے بچہ ماں باپ سے بطور میراث حاصل کرتا هے اس

کی بہت عظمت و منزلت ھے، ایک استاد بچے کی تقدیر یا اس کے درسی رجحان کو بدل سکتا ھے اور اسی طرح گناھوں سے آلودہ انسانوں کو پاک و پاکیزہ ،اور پاک و پاکیزہ افراد کو گناھوں کے دلدل میں ڈال سکتا ھے یہ دونوں صورتیں انسان کی شخصیت کو اتنا واضح و روشن کرتی ھیں کہ جس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ھے .البتہ یہ بات فراموش نہیں کرنا چاھیئے کہ ان تینوں امور پر انسان کاارادہ غالب ھے ۔

حضرت علی علیہ السلام کی خاندانی شخصیت :

حضرت علی علیہ السلام کی ولادت جناب ابوطالب (ع) کے صلب سے ھوئی... حضرت ابوطالب علیہ السلام بطحاء (مکہ) کے بزرگ اور بنی ہاشم کے رئیس تھے۔ آپ کا پورا وجود مہربانی و عطوفت، جانبازی اور فداکاری اور جود و سخا میں آئین توحیدکا آئینہ دار تھا ۔جس دن پیغمبر اسلام (ص) کے دادا حضرت عبد المطلب کا انتقال ھوا اس وقت آپ صرف آٹھ سال کے تھے اور اس دن سے ۴۲ سال تک آپ نے پیغمبر اسلام(ص) کی حفاظت، سفر ھو یا حضر، کی ذمہ داری اپنے ذمے لے لی تھی اور بے مثال عشق و محبت سے پیغمبر اسلا(ص)م کے مقدس ہدف، جو کہ وحدانیت پروردگار تھا ،میں جم کر فداکاری کی اور یہ حقیقت آپ کے بہت سے اشعار ”دیوان ابوطالب“ سے واضح ھوتی ھیں مثلاً:

”لِیَعْلَمُ خِیَارُ النَّاسِ اَنّ محمداً نَبِیٌ کَمُوْسیٰ وَ الْمَسِیْحِ بنِ مَرْیَمِ“[2]

پاک و پاکیزہ اور نیک طینت والے یہ جان لیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی طرح پیغمبر ھیاور دوسری جگہ فرماتے ھیں:

”اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحمداً رَسُوْلاً کَمُوْسیٰ خُطَّ فِی اَوَّلِ الْکُتُبِ“[3]

کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) موسیٰ -کی طرح آسمانی رہبر اور رسول ھیں، اور ان کی پیغمبری کا تذکرہ آسمانی کتابوں میں درج ھے۔

ایک ایسی قربانی ، کہ جس میں تمام بنی ہاشم ایک سوکھی اور تپتی ھوئی غار میں قید ھوگئے اور یہ چیز مقصدسے عشق ومحبت کے علاوہ ممکن نہیں ھے کہ اتنا گہرا معنویت سے تعلق ھو، رشتہ کی الفت ومحبت اور تمام مادی عوامل اس طرح کی ایثار وقربانی کے روح انسان کے اندر پیدا نہیں کرسکتیں۔

حضرت ابو طالب کے ایمان کی دلیل اپنے بھتیجے کے آئین وقوانین پر اس قدر زیادہ ھے جس نے محققین کی نظروں کواپنی طرف جذب کر لیا ھے ۔ مگر افسوس کہ ایک گروہ نے تعصب کی بنیاد پر ابوطالب پر شک کیااور دوسرے گروہ نے تو بہت ھی زیادہ جسارت کی ھے اور آپ کوغیرمومن تک کہہ ڈالاھے ۔حالا نکہ وہ دلیلیں جوحضرت ابو طالب کے لئے تاریخ وحدیث کی کتابوں میں موجود ھیں اگراس میں سے تھوڑا بہت کسی اور کے متعلق تحریر ھوتا تو اس کے ایمان واسلام کے متعلق ذرہ برابر بھی شک و تردیدنہ کرتے۔

مگر انسان نہیں جانتا کہ اتنی دلیلوں کے باوجود بعض انسانوں کا دل روشن نہ ھوسکا (اور وہ گمراھی کے دلدل میں پھنسے ھیں)

حضرت علی علیہ السلام کی ماں کی شخصیت :

آپ کی مادر گرامی فاطمہ بنت اسد،جناب ہاشم کی بیٹی ھیں ۔آپ وہ پھلی خاتون ھیں جو پیغمبر پر ایمان سے پھلے آئین ابراھیمی پر عمل پیرا ھوئیں ۔ وہ وھی پاکیزہ ومقدس خاتون ھیجو دردزہ کی شدت کے وقت مسجداالحرام کی طرف آئیں اور دیوار کعبہ کے قریب جاکر کہا :

پروردگارا: ھم تجھ پر اورپیغمبروں پر اور آسما نی کتابوں پرجو تیری طرف سے نازل ھوئی ھےں اور اپنے جد ا براھیم کے آئین پر جنھوں نے اس گھر کو بنا یا ھے ایمان کامل رکھتی ھوں۔

پرور دگارا: جس نے اس گھر کو تعمیر کیا اس کی عظمت اور اس مولود کے حق کا واسطہ جومیرے رحم میں ھے اس بچہ کی ولادت کو مجھ پر آسان کردے۔

ابھی کچھ دیر بھی نہ گزری تھی کہ فاطمہ بنت اسد معجزاتی طریقہ سے خدا کے گھر میں داخل ھوگئیں اور مولائے کائنات کی ولادت ھوئی۔[4]

اس عظیم فضیلت کو مذہب شیعہ کے معتبرمحدثین اور مورخین اور علم انساب کے معتبر دانشوروںنے اپنی کتابوں میں نقل کیا ھے ۔اھلسنت کے اکثر دانشوروں نے اس حقیقت کو صراحت سے بیان کیاھے اور اس کو ایک بے مثال فضیلت کے نام سے تعبیر کیا ھے۔[5]

حاکم نیشاپوری کہتے ھیں :

خا نہ کعبہ میں علی -کی ولادت کی خبر حدیث تواترکے ذریعہ ھم تک پہنچی ھے ۔[6]

مشھور مفسرآلوسی بغدادی لکھتے ھیں :

کعبہ میں علی -کی ولادت کی خبر دنیا کے تمام مذہبوں کے درمیان مشھور ومعروف ھے اور آج تک کسی کو بھی یہ فضیلت حاصل نہیں ھوئی ھے۔ [7]

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی آغوش میں:

اگر امام علیہ السلام کی عمر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے تو آپ کی زندگی کا ابتدائی دور پیغمبر اسلام کی بعثت سے پھلے کا دور ھوگا ۔اس وقت امام علیہ السلام کی عمر دس سال سے زیادہ نہیں تھی۔ کیونکہ جب علی علیہ السلام کی ولادت ھوئی تو پیغمبر اسلام کی عمر۳۰ سال سے زیادہ نہ تھی ۔اور پیغمبر اسلام چالیس سال کی عمر میں رسالت کے لئے مبعوث ھوئے۔ [8]

امام علیہ السلام کی زندگی کے حساس ترین واقعات اسی دور میرونما ھو ئے یعنی حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت پیغمبر کے توسط سے ابھری، عمر کایہ حصہ ہر انسان کے لئے اس کی زندگی کا سب سے حساس اور کامیاب واھم حصہ ھوتاھے ایک بچے کی شخصیت اس عمر میں ایک سفید کاغذ کے مانند ھوتی ھے اور وہ ہر شکل کو قبول کرنے اور اس پر نقش ھونے کے لئے آمادہ ھوتاھے۔ اس کی عمر کا یہ حصہ پرورش کرنے والواور تربیت کرنے والوں کے لئے سنہرا موقع ھوتا ھے تا کہ بچے کی روح کو فضائل اخلاقی سے مزین کریں کہ جس کی ذمہ داری خدا نے ان کے ہاتھوں میں دی ھے تاکہ ان کی بہترین تربیت کریں اور اسے انسانی اور اخلاقی اصولوں سے روشناس کرائےں اور بہترین اور کامیاب زندگی گذارنے کا طورطریقہ اسے سکھائیں۔

پیغمبر عظیم الشان نے اسی عظیم مقصد کے لئے حضرت علی علیہ السلام کی ولا دت کے بعد ان کی تربیت کی

ذمہ داری خود لے رکھی تھی، جس وقت حضرت علی علیہ السلام کی والدہ نو مولود بچے کولے کر پیغمبر کی خدمت میں حاضر ھوئیںتوپیغمبر اسلام نے والہانہ عشق ومحبت کے ساتھ اس بچے کودیکھا اور کہا اے چچی علی کےجھولے کو میرے بستر کے قریب رکھ دیجیئے ،اس جہت سے امام علی علیہ السلام کی زندگی کا آ غاز پیغمبر اکرم کے لطف خاص سے ھوا، پیغمبر صرف سوتے وقت حضرت علی علیہ السلام کے گھوارہ کو جھولا تے ھی نہیں تھے بلکہ آپ کے بدن کو دھوتے بھی تھے اور انھےں دودھ بھی پلاتے تھے ، اور جب علی علیہ السلام بیدار ھوتے تو خلوص والفت کے ساتھ ان سے بات کرتے تھے اور کبھی کبھی انھیں سینے سے لگا کر کہتے تھے "یہ میرا بھائی ھے اور مستقبل میں میرا ولی وناصر اور میرا وصی اور میراداماد ھوگا"

پیغمبر اسلام (ص) حضرت علی کو اتنا عزیز رکھتے تھے کہ کبھی بھی ان سے جدا نہیں ھوتے تھے اور جب بھی مکہ سے باہر عبا دت خدا کے لئے جاتے تھے توحضرت علی علیہ السلام کو چھوٹے بھائی یا عزیز ترین فرزند کی طرح اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ [9]

اس حفاظت و مراقبت کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کا دوسرا پھلو جوکہ تربیت ھے آپ کے ذریعے ھو اور پیغمبر کے علاوہ کوئی شخص بھی ان کی تربیت میں شامل نہ ھو ۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے خطبے میں پیغمبر اسلام کی خدمات کو سراہتے ھوئے ارشاد فرماتے ھیں:

وَقَدْعَلِمْتُمْ مَوْضِعِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) بِالْقَرَا بَةِ الْقَرِ یْبَةِ وَالْمَنْزِلَةِ الْخَصِیْصَةِ وَضَعْنِیْ فِیْ حجْرِہِ وَاَنَا وَلَدٌیَضُمُّنِيْ اِلَی صَدْرِہِ وَ یَکْنُفُنِيْ فِیْ فِرَاشِه وَ یَمَسَّنِیْ جَسَدَہ وَ یُشِمُّنِيْ عَرْفَه وَ کَانَ یَمضَغُ الشَّیٴ ثُمَّ یُلقمُنِیْه۔[10]

اے پیغمبر کے صحابیو! میرے اور پیغمبر کے درمیان رشتہٴ اخوت اور جو احترام ومقام حضرت کے نزدیک میرا تھا اس سے تم لوگ بخوبی واقف ھو ، اور تم لوگ یہ بھی جانتے ھو کہ میں ان کی آغوش محبت میں پروان چڑھا ھوں جس وقت میں کمسن تھا ، مجھے سینے سے لگایا اور اپنے بسترکے قریب میرے گھوارے کو رکھا اور اپنے ہاتھوں کو میرے بدن پر پھیرا اور میں نے خوشبو ئے رسالت کو استشمام کیا(سونگھا) اور انھوں نے اپنے ہاتھوں سے مجھے کھانا کھلایا ۔

پیغمبر ا سلام حضرت علی علیہ السلام کو اپنے گھر لے گئے

جب خدا نے چاہا کہ اس کے دین کا عظیم ولی سردار انبیاء پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)کے گھر مےں پرورش پائے اور رسول اسلام کے زیر نظر اس کی تربیت ھو تو پےغمبر اسلام کو اس کی طرف متوجہ کیا ۔ اسلام کے مشہور مورخین لکھتے ھیں :

مکہ میں سخت قحط پڑا ،پیغمبرکے چچا ابو طالب اپنے اھل و عیال کے ساتھ اخراجات کے متعلق بہت پریشان ھوئے،پیغمبر اکرم(ص) اپنے دوسرے چچا عباس جو ابو طالب سے زیادہ امیر اوردولتمندتھے، سے گفتگو کی اور دونوں کے درمیان یہ طے پا یا کہ ہر ایک حضرت ابو طالب کے لڑکوں میں سے ایک ایک کو اپنے گھر لے جائے تا کہ اس قحط کے زمانے میں ابو طالب کی پریشا نیوں میں کچھ کمی واقع ھوچنانچہ جناب عباس ، جعفر کو اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) حضرت علی علیہ السلام کو اپنے گھر لے گئے ۔[11]

اب جبکہ حضرت علی علیہ السلام مکمل طور پر پیغمبر کے اختیار میں تھے حضرت علی -نے انسانی اور اخلاقی

فضیلتوں کے گلستان سے بہت زیادہ فائدہ اٹھا یا اور پےغمبر اسلام کی سر پرستی میں کمال کے بلندترین درجے پر فائز ھوئے، امام علیہ السلام نے اپنے خطبے میں اس زمانے اور پیغمبر کی تربیت کی طرف اشارہ کیا ھے آپ فرماتے ھیں :

”وَلَقَدْکُنْتُ اتَّبِعُه الْفَصِیْلُ اُمِّه یرْفَعُ لِیْ کُلَّ یَوْمٍ مِنْ اَخْلاٰقِه عَلَماً وَ یَاٴمُرُنِیْ بِالْاِقْتِداءِ بِه“[12]

میں اونٹ کے اس بچہ کی طرح جو اپنی ماں کی طرف جاتاھے ، پیغمبر کی طرف گیا،آپ روزانہ مجھے اپنے اخلاق حسنہ کا ایک پھلو سکھاتے تھے اور حکم دیتے کہ ان کی پیروی کروں۔

حضرت علی علیہ السلام غار حرا میں

پیغمبر اسلام (ص)رسالت پرمبعوث ھونے سے پھلے تک سال میں ایک مھینہ غار حرا میں عبادت میں مصروف رہتے تھے اور جیسے ھی مھینہ ختم ھوتاتھا آپ پہاڑ سے نیچے اترتے تھے اور سیدھے مسجدالحرام کی طرف جاتے تھے اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے پھراپنے گھرواپس آتے تھے ۔

یہاں پر سوال یہ ھے کہ جب پیغمبر اسلام حضرت علی علیہ السلام سے اس قدر محبت کر تے تھے تو کیا اس عجیب وغریب جگہ پر عبادت ودعا کے لئے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے یا انھیں اتنی مدت تک چھوڑ کر جاتے تھے ؟

تمام قرائن سے پتہ چلتا ھے کہ جس دن سے پیغمبراسلام حضرت علی علیہ السلام کو اپنے گھرلے گئے اس دن سے ایک دن کے لئے بھی انھیں اپنے سے جدا نھیں کیا۔

مورخین لکھتے ھیں :

حضرت علی علیہ السلام ھمیشہ پیغمبر کے ساتھ رہتے تھے اور جب بھی پیغمبرشہر سے باہر جاتے اور بیابان اور پہاڑ کی طرف جاتے تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جاتے۔[13]

ابن ابی الحد یدکہتے ھیں :

حدیثوں سے پتہ چلتا ھے کہ جب جبرئیل پھلی مرتبہ پیغمبر اسلام پر نازل ھوئے اور انھیںرسالت کے عہدے پر فائز کیا اس وقت علی علیہ السلام پیغمبر (ص)کے ھمراہ تھے اوروہ دن انھی دنوں میں سے تھا جن دنوںپیغمبر اسلام غار حرا میں عبا دتوں کے لئے جایا کر تے تھے ۔

حضرت امیرالمٴومنین علیہ السلام اس سلسلے میں فرماتے ھیں :

وَلَقَدْکَانَ یُجَاوِرُ فِیْ کُلِّ سَنَةٍ بِحَراءِ فَاٴرَاه وَ لاٰیُرَاه غَیْرِیْ۔۔۔[14]

”پیغمبر ہر سال غار حرا میں عبادت کے لئے جاتے تھے اور میرے علاوہ کسی نے انھیں نھیں دیکھا“ اس جملے سے یہ بات ثابت ھوتی ھے کہ مولائے کائنات غار حرا میں پیغمبر اسلام کے ھمراہ ،رسالت کے بعدبھی تھے لیکن گذشتہ قرآئن سے مولائے کائنات کا پیغمبر اسلام کے ساتھ غار حرا میں ھونا غا لباً رسالت سے پھلے ھے اور خودیہ جملہ اس بات کی تائیدکرتا ھے کہ یہ واقعہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)کی رسالت سے پھلے کا ھے ۔

حضرت علی علیہ السلام کی طہارت وپاکیزگی اورپیغمبر اسلام کے ہاتھوں ان کی پرورش کاھونا اس بات کا سبب بنا کہ اسی بچپن کے زمانے میں حساس دل ا و ر چشم بصیرت اور اپنی بہترین سماعتوں کے ذریعے ایسی چیزیں دیکھیں اور ایسی آوازیں سنیں کہ جن کا سننا یا دیکھنا عام آدمی کے لئے ممکن نھیں ھے ۔

چنانچہ ا مام علیہ السلام خوداس سلسلے میں فرماتے ھیں :
”اٴرَیٰ نُوْرَ الْوَحْیِ وَ الرِّسَالَةِ وَ اَشُمُّ رِیْحَ النُّبُوَّةِ“[15]
ھم نے بچپن کے زمانے میں غار حرا میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)کے ساتھ وحی اور رسالت کے نور کو دیکھا جو پیغمبر پر چمک رہا تھااور پاک وپاکیزہ نبوت کی خوشبو سے اپنے مشام کومعطر کیا ۔
امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ھیں :
امیرالمو منین (ع)نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی رسالت سے پہلے نور رسالت اور وحی کے فرشتے کی آواز کو سنا تھا اس عظیم موقع پر جب کہ آپ پر وحی نا زل ھوئی۔ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا : اگر میں خاتم الانبیاء نہ ھوتا تو تم میں پیغمبری کی تمام چیزیں بدرجہ اتم موجودتھیں اورتم میرے بعد پیغمبرھوتے لیکن تم میرے بعد میرے وصی اور وارث اور تمام وصیوں کے سردار اور متقیوں کے پیشوا ھو۔[16]
امیرالمومنین علیہ السلام اس غیبی آواز کے متعلق جس کو آپ نے بچپن میں سنا تھا ارشاد فرماتے ھیں : جس وقت پیغمبر پر وحی نازل ھوئی اسی وقت میرے کانوں سے کسی کے نالہ وفریاد کی آواز ٹکرائی میں نے رسول خدا سے پوچھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) یہ نالہ و فریاد کیسا ھے ؟
آپ نے فرما یا: یہ شیطان کی نالہ وفریاد ھے اور اس کی علت یہ ھے کہ میری بعثت کے بعد زمین والوں کے درمیان جو اس کی اطا عت وپر ستش ھوتی اس سے یہ نا امید ھوگیا ھے پھر پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) علی علیہ السلام کی طرف مخاطب ھوکر کہتے ھیں:
”اِنَّکَ تَسْمَعُ مَا اسْمَعُ وَتَریٰ مٰا اَریٰ ، اَلٰا اَنَّکَ لَسْتَ بِنَبِیٍ وَلٰکِنَّکَ وَزِیْرٌ“[17]
اے علی! جس چیز کو میں نے سنا اور دیکھا تم نے بھی اسے دیکھا اور سنا مگر یہ کہ تم پیغمبر نہیںھو بلکہ تم میرے وزیر اور مدد گار ھو ۔

[1] نہج البلاغہ، کلمات قصار نمبر ۱۷۷، فیک کے بجائے فیّ ھے۔
[2] مجمع البیان، ج۴، ص۳۷۔
[3] مجمع البیان، ج۴، ص۳۷۔
[4] کشف الغمہ ، ج۱ ص ۹۰
[5] جیسے مروج الذہب، ج۲ ص۳۴۹،بشرح الشفاء ، ج۱ ص ۱۵۱
[6] مستدرک حاکم ، ج۳ ص ۴۸۳
[7] شرح قصیدہ عبدالباقی آفندی ص ۱۵
[8] بعض لوگوں نے مثلاابن خشاب نے اپنی کتاب موالید الائمہ میں علی علیہ السلام کی کل عمر ٦۵ سال اور بعثت پیغمبر سے پہلے ۱۲ سال لکھی ھے۔ تفصیل کے لئے کتاب کشف الغمہ تالیف مشہور مورخ علی بن عیسیٰ اربلی (متوفی ٦۹۳ھ) ص ٦۵ پر دیکھ سکتے ھیں۔
[9] کشف الغمہ، ج۱، ص ۹۰۔
[10] نہج البلاغہ عبدہ، ج۲ ص ۱۸۲، خطبہٴ قاصعہٴ ۔
[11] سیرہٴ ابن ہشام، ج۱ ص ۲۳٦ ۔
[12] نہج البلاغہ عبدہ، ج۲ ص ۱۸۲۔

[13] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج۱۳ ص ۲۰۸

[14] نہج البلاغہ، خطبہ ۱۸۷ (قاصعہ)

[15] قبل اس کے کہ پیغمبر اسلام (ص) خدا کی طرف سے رسالت کے منصب پر فائز ھوں وحی اور غیبی آوازوں کو سنا جیسا کہ روایات میں ذکر ھے ۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ، ج۱۳ ص ۱۹۷

[16] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج۱۳ ص ۳۱۰

[17] نہج البلاغہ، خطبہ قاصعہ